

(۲۵۱)

دنیا کی تلخی آخرت کی خوشگوار ہے اور دنیا کی خوشگوار آخرت کی تلخی ہے۔

(۲۵۲)

خداوند عالم نے ایمان کا فریضہ عائد کیا شرک کی آلودگیوں سے پاک کرنے کیلئے، اور نماز کو فرض کیا رعوت سے بچانے کیلئے، اور زکوٰۃ کو رزق کے اضافہ کا سبب بنانے کیلئے، اور روزہ کو مخلوق کے اخلاص کو آزمانے کیلئے اور حج کو دین کے تقویت پہنچانے کیلئے، اور جہاد کو اسلام کو سرفرازی بخشنے کیلئے، اور امر بالمعروف کو اصلاح خلائق کیلئے، اور نہی عن المنکر کو سرپھروں کی روک تھام کیلئے، اور حقوق قرابت کے ادا کرنے کو (یار و انصار کی) گنتی بڑھانے کیلئے، اور قصاص کو خونریزی کے انسداد کیلئے، اور حدود شرعیہ کے اجراء کو محرمات کی اہمیت قائم کرنے کیلئے، اور شراب خوری کے ترک کو عقل کی حفاظت کیلئے، اور چوری سے پرہیز کو پاک بازی کا باعث ہونے کیلئے، اور زنا کاری سے بچنے کو نسب کے محفوظ رکھنے کیلئے، اور اغلام کے ترک کو نسل بڑھانے کیلئے، اور گواہی کو انکار حقوق کے مقابلہ میں ثبوت مہیا کرنے کیلئے، اور جھوٹ سے علیحدگی کو سچائی کا شرف آشکارا کرنے کیلئے، اور قیام امن کو خطروں سے تحفظ کیلئے، اور امتوں کی حفاظت کو اُمت کا نظام درست رکھنے کیلئے، اور اطاعت کو امامت کی عظمت ظاہر کرنے کیلئے۔

(۲۵۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَرَارَةُ الدُّنْيَا حَلَاوَةٌ الْآخِرَةِ، وَ حَلَاوَةُ الدُّنْيَا مَرَارَةُ الْآخِرَةِ.

(۲۵۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فَرَضَ اللَّهُ الْإِيمَانَ تَطْهِيرًا مِنَ الشِّرْكِ، وَ الصَّلَاةَ تَنْزِيهَا عَنِ الْكِبْرِ، وَ الزَّكَاةَ تَسْبِيْبًا لِلرِّزْقِ، وَ الصِّيَامَ ابْتِلَاءً لِإِخْلَاصِ الْخَلْقِ، وَ الْحَجَّ تَقْوِيَةً لِلدِّينِ، وَ الْجِهَادَ عِزًّا لِلْإِسْلَامِ، وَ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ مَصْلَحَةً لِلْعَوَامِرِ، وَ النَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ رَدْعًا لِلْسُّفَهَاءِ، وَ صِلَةَ الرَّحِمِ مَنَمَةً لِلْعَدَدِ، وَ الْقِصَاصَ حَقًّا لِلدِّمَاءِ، وَ إِقَامَةَ الْحُدُودِ إِعْظَامًا لِلْمَحَارِمِ، وَ تَرْكَ شُرْبِ الْخَمْرِ تَحْصِينًا لِلْعَقْلِ، وَ مُجَانَبَةَ السَّرِقَةِ إِجَابًا لِلْحَقِّ، وَ تَرْكَ الرِّبَا تَحْصِينًا لِلنَّسَبِ، وَ تَرْكَ الْبُؤْسِ كَثِيرًا لِلنَّسْلِ، وَ الشَّهَادَةَ اسْتِنظَاهًا عَلَى الْمُبَاحِدَاتِ، وَ تَرْكَ الْكُذْبِ تَشْرِيفًا لِلصِّدْقِ، وَ السَّلَامَ أَمَانًا مِنَ الْمَخَافِ، وَ الْأَمَانَاتِ نِظَامًا لِلْأُمَّةِ، وَ الطَّاعَةَ تَعْظِيمًا لِلْإِمَامَةِ.

احکام شرع کی بعض حکمتوں اور مصلحتوں کا تذکرہ کرنے سے قبل ”ایمان“ کی غرض و نیت کا ذکر فرمایا ہے۔ کیونکہ ”ایمان“ شرعی احکام کیلئے اساس و بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کے بغیر کسی شرع و آئین کی ضرورت کا احساس ہی پیدا نہیں ہوتا۔

”ایمان“ ہستی خالق کے اقرار اور اُس کی یگانگت کے اعتراف کا نام ہے اور جب انسان کے قلب و ضمیر میں یہ عقیدہ رچ بس جاتا ہے تو وہ کسی

دوسرے کے آگے جھکنا گوارا نہیں کرتا اور نہ کسی طاقت سے مرعوب و متاثر ہوتا ہے، بلکہ ذہنی طور پر تمام بندھنوں سے آزاد ہو کر خود کو خدائے واحد کا حلقہ بگوش تصور کرتا ہے۔ اور اس طرح توحید سے وابستگی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا دامن شرک کی آلودگیوں سے آلودہ ہونے نہیں پاتا۔

”نماز“ عبادات میں سب سے بڑی عبادت ہے جو قیام و قعود اور رکوع و سجود پر مشتمل ہوتی ہے اور یہ اعمال غرور و نخوت کے احساسات کو ختم کرنے، کبر و انانیت کو مٹانے اور عجز و فروتنی کے پیدا کرنے کا کامیاب ذریعہ ہیں۔ کیونکہ متکبرانہ افعال و حرکات سے نفس میں تکبر و وعونت کا جذبہ ابھرتا ہے، اور منکسرانہ اعمال سے نفس میں تذلل و خشوع کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ ان اعمال کی بجا آوری سے انسان متواضع و منکسر المزاج ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ عرب کہ جن کے کبر و غرور کا یہ عالم تھا کہ اگر ان کے ہاتھ سے کوڑا گر پڑتا تھا تو اسے اٹھانے کیلئے جھکنا گوارا نہ کرتے تھے اور چلتے ہوئے جوتی کا تسمہ ٹوٹ جاتا تھا تو جھک کر اسے درست کرنا سمجھتے تھے، سجدوں میں اپنے چہرے خاکِ مذلت پر بچھانے لگے اور نماز جماعت میں دوسروں کے قدموں کی جگہ پر اپنی پیشانیوں رکھنے لگے اور غرور و عصبيت کا جہالت کو چھوڑ کر اسلام کی صحیح روح سے آشنا ہو گئے۔

”زکوٰۃ“ یعنی ہر با استطاعت اپنے مال میں سے ایک مقررہ مقدار سال بسال ان لوگوں کو دے کہ جو وسائل حیات سے بالکل محروم یا سال بھر کے آذوقہ کا کوئی ذریعہ نہ رکھتے ہوں۔ یہ اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے جس سے غرض یہ ہے کہ اسلامی معاشرہ کا کوئی فرد محتاج و مفلس نہ رہے اور احتیاج و افلاس سے جو برائیاں پیدا ہوتی ہیں ان سے محفوظ رہیں اور اس کے علاوہ یہ بھی مقصد ہے کہ دولت چلتی پھرتی اور ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل ہوتی رہے اور چند افراد کیلئے مخصوص ہو کر نہ جائے۔

”روزہ“ وہ عبادت ہے جس میں ریا کا شائبہ نہیں ہوتا اور نہ حمن نیت کے علاوہ کوئی اور جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔ چنانچہ تنہائی میں جبکہ بھوک بے چین کھنے ہوئے ہو اور پیاس تڑپا رہی ہو، نہ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھتا ہے، نہ پانی کی خواہش بے قابو ہونے دیتی ہے۔ حالانکہ اگر کھپا لیا جائے تو کوئی پیٹ میں جھانک کر دیکھنے والا نہیں ہوتا۔ مگر ضمیر کا سن اور خلوص کا جو ہر نیت کو ڈالنا ڈول نہیں ہونے دیتا اور یہی روزہ کا سب سے بڑا فائدہ ہے کہ اس سے عمل میں اخلاص پیدا ہوتا ہے۔

”حج“ کا مقصد یہ ہے کہ حلقہ بگوشان اسلام، اطراف و اکناف عالم سے سمت کر ایک مرکز پر جمع ہوں، تاکہ اس عالمی اجتماع سے اسلام کی عظمت کا مظاہرہ ہو اور اللہ کی پرستش و عبادت کا ولولہ تازہ اور آپس میں روابط کے قائم کرنے کا موقع حاصل ہو۔

”جہاد“ کا مقصد یہ ہے کہ جو قومیں اسلام کی راہ میں مزاحم ہوں ان کے خلاف امکانی طاقتوں کے ساتھ جنگ آزما ہوا جائے، تاکہ اسلام کو فروغ و استحکام حاصل ہو۔ اگرچہ اس راہ میں جان کیلئے خطرات پیدا ہوتے ہیں اور قدم قدم پر مشکلیں مائل ہوتی ہیں، مگر راحتِ ابدی و حیاتِ دائمی کی نوبت، ان تمام مصیبتوں کو جھیل لے جانے کی ہمت بندھانی رہتی ہے۔

”امر بالمعروف اور نہی عن المنکر“ دوسروں کو صحیح راہ دکھانے اور غلطی سے باز رکھنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ اگر کسی قوم میں اس فریضہ کے انجام دینے والے ناپید ہو جاتے ہیں تو پھر اس کو تباہی سے کوئی چیز نہیں بچا سکتی اور وہ اخلاقی و تمدنی لحاظ سے انتہائی پستیوں میں جا گرتی ہے۔ اسی لئے اسلام نے اور فرائض کے مقابلہ میں اُسے بڑی اہمیت دی ہے اور اس سے پہلو بچالے جانے کو ”نا قابل تلافی جرم“ قرار دیا ہے۔

”صلہ رحمی“ یہ ہے کہ انسان اپنے قربات داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور کم از کم باہمی سلام و کلام کا سلسلہ قطع نہ کرے، تاکہ دلوں میں صفائی پیدا ہو اور خاندان کی شیرازہ بندی ہو کہ یہ کھڑے ہوئے افراد ایک دوسرے کے دست و بازو ثابت ہوں۔

”قصاص“ یہ ایک حق ہے جو مقتول کے وارثوں کو دیا گیا ہے کہ وہ قتل کے بدلہ میں قتل کا مطالعہ کریں، تاکہ پاداش جرم کے خوف سے آئندہ کسی کو قتل کی جرأت نہ ہو سکے اور وارثوں کے جوش انتقام میں ایک جان سے زیادہ جانوں کے ہلاک ہونے کی نوبت نہ پہنچے۔ بیشک عفو و درگزر اپنے مقام پر فضیلت رکھتی ہے؛ مگر جہاں حقوق بشر کی پامالی اور امن عالم کی تباہی کا سبب بن جائے، اُسے اصلاح نہیں قرار دیا جاسکتا، بلکہ اس موقع پر قتل و خونریزی کے انداد اور حیات انسانی کی بقا کا واحد ذریعہ قصاص ہی ہوگا۔ چنانچہ ارشادِ قدرت ہے:

﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَاۤاُولِیۡۤالْاَلْبَابِ﴾

اے عقل والو! تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے۔ (سورہ بقرہ، آیت ۱۷۹)

”اجرامے حدود“ کا مقصد یہ ہے کہ محرماتِ الہیہ کے مرتکب ہونے والے کو جرم کی عینگی کا احساس دلایا جائے تاکہ وہ سزا و عقوبت کے خوف سے منہیات سے اپنا دامن بچا کر رکھے۔

”شراب“ ذہنی انتشار، پراگندگی و حواس اور زوالِ عقل کا باعث ہوتی ہے، جس کے نتیجہ میں انسان وہ قبیح افعال کر گزرتا ہے جن کی ہوش و حواس کی حالت میں اس سے توقع نہیں کی جاسکتی۔ اس کے علاوہ یہ صحت کو تباہ اور طبیعت کو وبائی امراض کی پذیرائی کھیلنے مستعد کر دیتی ہے اور بے خوابی، ضعف اعصاب اور نفرس وغیرہ امراض اس کا لازمی خاصہ ہیں اور انہی مفاد و مفاسد کو دیکھتے ہوئے شریعت نے اسے حرام کیا ہے۔

”سمرقہ“ یعنی دوسروں کے مال میں دست درازی کرنا وہ قبیح عادت ہے جو حرص اور ہوائے نفس کے غلبہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور چونکہ مشہیتِ نفس کو حد افراط سے ہٹا کر نقطہ اعتدال پر لانا عفت کہلاتا ہے، اس لئے بڑھتی ہوئی خواہش اور طمع کو روک کر چوری سے اجتناب کرنا عفت کا باعث ہوگا۔

”زنا و لواطہ“ کو اس لئے حرام کیا گیا ہے کہ نسب محفوظ رہے اور نسل انسانی پھلے پھولے اور بڑھے۔ کیونکہ زنا سے پیدا ہونے والی اولاد، اولاد ہی نہیں قرار پاتی کہ اس سے نسب ثابت ہوتا۔ اسی لئے اُسے متحق میراث نہیں قرار دیا جاتا اور خلافِ فطرت افعال سے نسل کے بڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسکے علاوہ ان قبیح افعال کے نتیجہ میں انسان ایسے امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے جو قطع نسل کے ساتھ زندگی کی بربادی کا سبب ہوتے ہیں۔

”قانونِ شہادت“ کی اس لئے ضرورت ہے کہ اگر ایک فریق دوسرے فریق کے کسی حق کا انکار کرے تو وہ شہادت کے ذریعہ اپنے حق کا اثبات کر کے اسے محفوظ کر سکے۔

”کذب و دروغ“ سے اجتناب کا حکم اس لئے ہے تاکہ اس کی ضد یعنی صداقت کی عظمت و اہمیت نمایاں ہو اور سچائی کے مصالح و منافع کو دیکھ کر جھوٹ سے پیدا ہونے والی اخلاقی کمزوریوں سے بچا جائے۔

”سلام“ کے معنی امن و صلح پسندی کے ہیں اور ظاہر ہے کہ صلح پسندانہ روش خطرات سے تحفظ اور جنگ و جدال کی روک تھام کا کامیاب ذریعہ ہے۔ عموماً شارمین نے ”سلام“ کو باہمی سلام و دعا کے معنی میں لیا ہے، مگر سیاق کلام اور فرائض کے ذیل میں اس کا تذکرہ اس معنی کی تائید نہیں کرتا۔ بہر حال اس معنی کی رو سے سلام خطرات سے تحفظ کا ذریعہ اس طرح ہے کہ اسے امن و سلامتی کا شعار سمجھا جاتا ہے اور جب دو مسلمان آپس میں ایک دوسرے پر سلام کرتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کی خیر خواہی و دوستی کا اعلان کرتے ہیں جس کے بعد دونوں ایک دوسرے سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔

”امامت“ کا تعلق صرف مال ہی سے نہیں، بلکہ اپنے متعلقہ امور کی بجا آوری میں کوتاہی کرنا بھی امانت کے منافی ہے۔ تو جب مسلمان اپنے فرائض و متعلقہ امور کا لحاظ رکھیں گے تو اس سے نظم و نسق ملت کا مقصد حاصل ہوگا اور جماعت کی شیرازہ بندی پایہ تکمیل کو پہنچے گی۔

”امامت“ کے اجرا کا مقصد یہ ہے کہ امت کی شیرازہ بندی ہو اور اسلام کے احکام تبدیل و تحریف سے محفوظ رہیں۔ کیونکہ اگر امت کا کوئی سربراہ اور دین کا کوئی محافظ نہ ہو تو نہ امت کا نظم و نسق باقی رہ سکتا ہے اور نہ احکام دوسرے کی دستبرد سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اور یہ مقصد اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جب امت پر اس کی اطاعت بھی واجب ہو۔ اس لئے کہ اگر وہ مطاع اور واجب الاطاعت نہ ہوگا تو وہ نہ عدل و انصاف قائم کر سکتا ہے، نہ ظالم سے مظلوم کا حق دلا سکتا ہے، نہ قوانین شریعت کا اجرا و نفاذ کر سکتا ہے اور نہ دنیا سے فتنہ و فساد کے ختم ہونے کی توقع کی جاسکتی ہے۔

☆☆☆☆☆

۱۔ پنج البلاغہ کے عام نسخوں میں لفظ ”سلام“ ہی تحریر ہے، مگر ابن میثم نے اسے لفظ ”اسلام“ قرار دیتے ہوئے اس کی شرح کی ہے اور لفظ ”سلام“ بھی روایت کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی نسخہ میں لفظ ”اسلام“ بھی ہو۔

(۲۵۳)

(۲۵۳) وَكَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَقُولُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

آپ فرمایا کرتے تھے کہ:

اگر کسی ظالم سے قسم لینا ہو تو اس سے اس طرح حلف اٹھاؤ کہ: وہ اللہ کی قوت و توانائی سے بری ہے؟ کیونکہ جب وہ اس طرح جھوٹی قسم کھائے گا تو جلد اس کی سزا پائے گا اور جب یوں قسم کھائے کہ: ”قسم اُس اللہ کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں“ تو جلد اس کی گرفت نہ ہوگی، کیونکہ اُس نے اللہ کو وحدت و یکتائی کے ساتھ یاد کیا ہے۔

أَحْلِفُوا الظَّالِمَ - إِذَا أَرَدْتُمْ يَمِينَهُ - بِأَنَّهُ بَرِيءٌ مِنْ حَوْلِ اللَّهِ وَ قُوَّتِهِ، فَإِنَّهُ إِذَا حَلَفَ بِهَا كَاذِبًا عُوِجِلَ الْعُقُوبَةَ، وَإِذَا حَلَفَ: بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَمْ يُعَاجِلْ، لِأَنَّهُ قَدْ وَحَّدَ اللَّهُ تَعَالَى -

ابن میثم نے تحریر کیا ہے کہ ایک شخص نے منصور عباسی کے پاس امام جعفر صادق علیہ السلام پر کچھ الزامات عائد کئے جس پر منصور نے حضرت کو طلب کیا اور کہا کہ فلاں شخص نے آپ کے بارے میں مجھے یہ اور یہ کہا ہے، یہ کہاں تک صحیح ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ: یہ سب جھوٹ ہے اور اس میں ذرہ بھر صداقت نہیں، تم اس شخص کو میرے سامنے بلا کر پوچھو۔ چنانچہ اسے بلا کر پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں نے جو کچھ کہا تھا صحیح اور درست تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ: اگر تم سچ کہتے ہو تو جس طرح میں تمہیں قسم دلاؤں تم قسم کھاؤ۔ چنانچہ حضرت نے اسے یہی قسم دلائی کہ: ”میں خدا کی قوت و طاقت سے بری ہوں“۔ اس قسم کے کھاتے ہی اس پر فاج گرا اور وہ بے حس و حرکت ہو کر رہ گیا۔ اور امام علیہ السلام عت و احترام کے ساتھ پلٹ آئے۔

☆☆☆☆☆

(۲۵۴)

(۲۵۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اے فرزند آدم! اپنے مال میں اپنا وصی خود بن اور جو تو چاہتا ہے کہ تیرے بعد تیرے مال میں سے خیر خیرات کی جائے وہ خود انجام دے دے۔

يَا بَنَ آدَمَ! كُنْ وَصِيَّ نَفْسِكَ فِي مَالِكَ، وَ اَعْمَلْ فِيهِ مَا تُؤْتِرُ أَنْ يُعْمَلَ فِيهِ مِنْ بَعْدِكَ.

مطلب یہ ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے مال کا کچھ حصہ امور خیر میں صرف کیا جائے تو اُسے موت کا انتظار نہ کرنا چاہیے۔ بلکہ جیتے جی جہاں صرف کرنا چاہتا ہے، صرف کر جائے۔ اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے وارث اس کی وصیت پر عمل نہ کریں، یا اُسے وصیت کرنے کا موقع ہی نہ ملے۔

زر و نعمت اكنون بده كان تست كه بعد از تو بيرون ز فرمان تست

☆☆☆☆☆

(۲۵۵)

غصہ ایک قسم کی دیوانگی ہے، کیونکہ غصہ ور بعد میں پشیمان ضرور ہوتا ہے اور اگر پشیمان نہیں ہوتا تو اُس کی دیوانگی پختہ ہے۔

(۲۵۶)

حسد کی کمی بدن کی تندرستی کا سبب ہے۔

(۲۵۵) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

الْحَدَّةُ ضَرْبٌ مِّنَ الْجُنُونِ، لِأَنَّ صَاحِبَهَا يَنْدَمُ، فَإِنْ لَّمْ يَنْدَمْ فَجُنُونُهُ مُسْتَحْكَمٌ.

(۲۵۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

صِحَّةُ الْجَسَدِ مِنْ قِلَّةِ الْحَسَدِ.

”حسد“ سے دل میں ایک ایسا زہریلا مواد پیدا ہوتا ہے جو حرارت غریزی کو ختم کر دیتا ہے، جس کے نتیجے میں جسم نڈھال اور روح پڑمردہ ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس لئے حسد کبھی پھلتا پھوٹتا نہیں، بلکہ حسد کی آج میں پگھل پگھل کر ختم ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

(۲۵۷)

کمیل ابن زیاد نخعی سے فرمایا:

اے کمیل! اپنے عزیز و اقارب کو ہدایت کرو کہ وہ اچھی خصلتوں کو حاصل کرنے کیلئے دن کے وقت نکلیں اور رات کو سو جانے والے کی حاجت روائی کو چل کھڑے ہوں۔ اُس ذات کی قسم جس کی قوت شنوائی تمام آوازوں پر حاوی ہے! جس کسی نے بھی کسی کے دل کو خوش کیا تو اللہ اُس کیلئے اُس سرور سے ایک لطفِ خاص خلق فرمائے گا کہ جب بھی اُس پر کوئی مصیبت نازل ہو تو وہ نشیب میں بہنے والے پانی کی طرح تیزی سے بڑھے اور اجنبی اونٹوں کو ہنکانے کی طرح اس مصیبت کو ہنکا کر دور کر دے۔

(۲۵۸)

جب تنگ دست ہو جاؤ تو صدقہ کے ذریعہ اللہ سے تجارت کرو۔

(۲۵۹)

غداروں سے وفا کرنا اللہ کے نزدیک غداری ہے اور غداروں کے

(۲۵۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِكَمَيْلِ بْنِ زَيْدٍ النَّخَعِيِّ:

يَا كَمَيْلُ! مُرْ أَهْلَكَ أَنْ يَرَوْحُوا فِي كَسْبِ الْمَكَارِمِ، وَ يُدْرِجُوا فِي حَاجَةِ مَنْ هُوَ نَائِمٌ، فَوَالَّذِي وَسِعَ سَبْعُهُ الْأَصْوَاتِ مَا مِنْ أَحَدٍ أَوْدَعَ قَلْبًا سُورًا إِلَّا وَحَلَقَ اللَّهُ لَهُ مِنْ ذَلِكَ السُّورِ لُطْفًا، فَإِذَا نَزَلَتْ بِهِ نَائِبَةٌ جَرَى إِلَيْهَا كَالْمَاءِ فِي الْوَادِيَةِ، حَتَّى يَطْرُقَهَا عَنْهُ كَمَا تُطْرُقُ غَرِيْبَةُ الْإِبِلِ.

(۲۵۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

إِذَا أَمْلَقْتُمْ فَتَاجِرُوا بِاللَّهِ بِالصَّدَقَةِ.

(۲۵۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

الْوَفَاءُ لِأَهْلِ الْغَدْرِ غَدْرٌ عِنْدَ اللَّهِ، وَ

ساتھ غداری کرنا اللہ کے نزدیک عین وفا ہے۔

(۲۶۰)

کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنہیں نعمتیں دے کر رفتہ رفتہ عذاب کا مستحق بنایا جاتا ہے اور کتنے ہی لوگ ایسے ہیں کہ جو اللہ کی پردہ پوشی سے دھوکا کھائے ہوئے ہیں اور اپنے بارے میں اچھے الفاظ سن کر فریب میں پڑ گئے۔ اور مہلت دینے سے زیادہ اللہ کی جانب سے کوئی بڑی آزمائش نہیں۔

سید رضیؒ کہتے ہیں کہ: یہ کلام پہلے بھی گزر چکا ہے، مگر یہاں اس میں کچھ عمدہ اور مفید اضافہ ہے۔

الْغَدْرُ بِأَهْلِ الْغَدْرِ وَفَاءٌ عِنْدَ اللَّهِ.

(۲۶۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كَمْ مِنْ مُسْتَدْرَجٍ بِالْإِحْسَانِ
إِلَيْهِ، وَ مَغْرُورٍ بِالسُّتْرِ عَلَيْهِ، وَ
مَفْتُونٍ بِحُسْنِ الْقَوْلِ فِيهِ،
وَ مَا ابْتَلَى اللَّهُ سُبْحَانَهُ أَحَدًا بِمِثْلِ
الْإِمْلَاءِ لَهُ.

قَالَ الرَّضِيُّ: وَقَدْ مَضَى هَذَا الْكَلَامُ فِيهِمَا
تَقَدَّمَ، إِلَّا أَنَّ فِيهِ هُهُنَا زِيَادَةً جَدِيدَةً مُفِيدَةً.